www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد صاحب کنگن پوری

عشرۂ ذی الحجۃ قربانی کے فضائل و احکام

یوں تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت کی بارش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں جب اللہ ارحم الراحمین کے رحم و کرم کے سمندر سے دنیا سیراب نہ ہوتی ہو، مگر بعض ایام، بعض عشرے اور بعض ماہ ایسی خصوصیتیں رکھتے ہیں جو دوسرے دنوں میں موجود نہیں۔

منجملہ ان کے عشرۂ ذی الحجہ ہے اس میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے بحر رحمت کی امواج میں بے انتہا تلاطم پیدا ہو جاتا ہے اور رحمت کی فراوانی خشک وادیوں کو سیراب اور مردہ بیابانوں کو زندہ کر دیتی ہے۔

قارئین کے فائدہ کے لیے قرآن و حدیث سے کچھ عرض کرتا ہوں ممکن ہے کوئی تشنۂ ثواب اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور میرے لیے باعثِ اجر و ثواب بن جائے۔

یہ وہ عشرہ ہے جس کی بزرگی اور فضیلت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝

قسم ہے صبح یوم النحر کی اور ذی الحجہ کی دس راتوں کی۔

جس چیز کی قسم کھائی جائے وہ مکرم و معظم ہوتی ہے۔ تو عشرہ ذی الحجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم و معظم ہوا۔ لہٰذا اس میں اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یاد کریں اللہ تعالیٰ کا نام معلوم دنوں میں۔

معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے جیسا کہ بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

پس قرآن مجید سے اس عشرہ کی عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی اور اس میں کثرتِ ذکر وعبادت کی ترغیب بھی ثابت ہوئی۔

اور فریضہ حج جو ارکانِ خمسہ میں داخل ہے اور بے انتہا محاسن وفضائل کا حامل ہے۔ یہ بھی اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کی فضیلت پر دال ہے۔

اور قربانی جو سنتِ خلیلؑ کی یادگار اور خالق پر مخلوق کے ایثار اور جان فشانی کی بے مثال دلیل ہے۔ اسی عشرہ میں کی جاتی ہے۔ یہ بھی اس عشرہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت احادیث سے

پہلی حدیث

بخاری شریف میں ہے:۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ، قالوا: یارسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ ؟ قال: ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک بشیء رواہ البخاری

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دس دنوں کے اعمال صالحہ جتنے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اتنے اور دنوں کے نہیں یعنی ان دنوں کے اعمال نماز روزہ، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور صدقہ خیرات وغیرہ اللہ عزوجل کو بہت ہی محبوب ہیں لہٰذا ان دنوں میں بندگی وعبادت میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ جہاد بھی ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر نہیں ہوتا؟ فرمایا: جہاد بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ مجاہد جو جان مال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر کوئی چیز واپس نہ آئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی خود بھی شہید ہو جائے اور مال بھی خرچ ہو جائے۔ ایسا جہاد ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر ہو سکتا ہے [1]

اس صحیح حدیث سے اس عشرہ کی کتنی بزرگی اور عظمت ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ جو بندہ کی ایک ایک نیکی کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ایک ایک نیکی پر اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ ہزاروں گنا تک ثواب دیتا ہے۔ اس عشرہ کی نیکی کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ یہ بحرِ رحمت کی موجیں ہیں جو عاجز بندہ کو اس کے بحرِ رحمت سے حظِ وافر لینے کے لیے پکار رہی ہیں۔ کاش کہ انسان ایسے وقتوں کی قدر کرے اور کمربستہ ہو کر کچھ کما لے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایسے وقتوں میں بحرِ رحمت میں غوطے لگاتے ہیں۔

دوسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عند اللہ ولا العمل فیھن احب الی اللہ عزوجل من ھذہ الایام یعنی من العشر [2]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے بزرگ و برتر اور کوئی دن نہیں ہیں نہ ان دنوں کے عمل کے برابر کسی اور دنوں کا عمل اللہ کو محبوب ہے۔

تیسری حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عند اللہ سبحانہ ولا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التھلیل والتکبیر والتحمید رواہ احمد [3]

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اللہ سبحانہٗ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہیں اور ان دنوں کے اعمال جیسے اللہ کو پیارے ہیں اور کوئی عمل نہیں۔ لہٰذا ان دنوں میں لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

---

[1] مشکوٰۃ صـ ۱۲۸ [2] ترغیب ترہیب [3] المنتقی مع النیل جلد ۲ صـ ۲۶۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ، یعدل صیام کل یوم منہا بصیام سنۃ وقیام کل لیلۃ منہا بقیام لیلۃ القدر۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ وقال الترمذی اسنادہ ضعیف [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ کی بندگی باقی ایام کی بندگی سے بہت محبوب ہے۔ عشرہ ذی الحجہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ اگرچہ اس حدیث کو امام ترمذی نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا صحیح احادیث سے اس کو قوت ملتی ہے نیز فضائل اعمال[2] میں ضعیف حدیث بھی مقبو... ہے

پس حاصل یہ ہے کہ یہ دس دن نعمت عظمٰی اور برکت علیا ہیں۔ لہٰذا ان میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر، تلاوت قرآن، صوم وصلوٰۃ، صدقہ خیرات اور توبہ استغفار وغیرہ کثرت سے کرنا چاہیے۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۱۲۸

[2] محدثین کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل مندرجہ ذیل شرطوں سے جائز ہے:۔

۱۔ اس کا اصل صحیح حدیث سے ثابت ہو جیسا کہ اس حدیث کا اصل یعنی عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت حدیث بخاری سے ثابت ہے۔

۲۔ ضعف شدید نہ ہو۔

۳۔ متعدد طرق سے مروی ہو۔

۴۔ حرام اور حلال سے متعلق نہ ہو۔

۵۔ اس پر عمل بطور احتیاط ہو نہ بطور اعتقاد۔ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں حدیث

عن حفصة قالت، ان یع لم تکن یدعھن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صیام عاشوراء و العشر و ثلثة ایام من کل شھر و رکعتان قبل الفجر رواہ النسائی

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں ترک نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک عاشوراء کا روزہ۔ دوسرا عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ تیسرا ہر ماہ سے تین دن کے روزے چوتھے صبح کی دو سنتیں [1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہمیشہ رکھا کرتے تھے۔[2]

چھٹی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوم یوم عرفة یکفر سنتین ماضیة و مستقبلة

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن (نویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھنا سال گذشتہ اور سال آئندہ (دو سال کے) گناہوں کا کفارہ ہے۔[3]

صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

"صیام یوم عرفة ـــــ احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبلہ و السنة التی بعدہ۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عرفے کے روزے سے پہلے اور پچھلے سال کے گناہ معاف کر دے گا۔

استطراد

عشرہ ذی الحجہ کی طرح ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ) بھی بہت فضیلت

---

[1] نسائی [2] منتقی [3] (وفی مسلمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصم العشر) مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں۔ ان میں قربانی جیسا پیارا عمل رکھا گیا ہے اور حاجی لوگ جمرے مارتے ہیں اور ان میں کثرتِ ذکر کا حکم قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر گنتی روز تک کرو

ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں یعنی ماہ ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کو کثرت سے خدا کی یاد کر کے اپنے دامن برکات و فیوض سے بھرلو۔

حدیث میں ہے:-

۱۔ عن نبيشة الهذلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام التشريق ايام اكل وشرب وذكر الله

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایامِ تشریق کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں یعنی ان میں ذکر الٰہی بہت کرنا چاہیے[۱]

پس حاصل یہ ہے کہ ذی الحجہ کے دس دن اور ایام تشریق خدا کی نعمتِ عظمیٰ اور برکتِ علیا ہیں لہٰذا ان میں تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل اور تلاوتِ قرآن، صوم وصلوٰۃ، صدقہ خیرات اور توبہ استغفار وغیرہ کثرت سے کرنا چاہیے۔

۲۔ قال ابن عباس وكان ابن عمر وابو هريرة يخرجان الى السوق في ايام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما قال وكان عمر يكبر في قبة بمنى فيسمعه اهل المسجد فيكبرون ويكبر اهل الاسواق حتى يرتج منى تكبيرا[۲]

ابن عباسؓ صحابہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ اور ابوہریرہؓ عشرہ ذی الحجہ میں اس قدر ذکر وعبادت کرتے کہ بازار جا کر بھی ذکر سے غافل نہ ہوتے اور کاروبار تجارت وغیرہ بھی ان کو غافل نہ کر سکتا۔ بازار میں تکبیریں کہتے اور بازار کے لوگ بھی غافل نہ رہتے وہ بھی ان کے ساتھ

[۱] مسلم شریف [۲] منتقی: ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبیریں کہتے۔

راقم کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ إِقَامِ الصَّلٰوةِ

یعنی ان کو اللہ کے ذکر نماز و زکوٰۃ سے کوئی چیز غافل نہیں کرتی تھی۔ خرید و فروخت بھی ان کو غافل نہیں کرتی تھی [1]

ان لوگوں کی کیا ہی شانِ عالی ہے اور عجیب ہی خدا دوستی ہے اور حضرت عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمہ میں اس زور سے تکبیریں کہتے کہ مسجد والے اور بازار والے سنتے اور سب تکبیریں کہتے حتیٰ کہ میدانِ منیٰ تکبیروں کی آوازوں سے گونج اٹھتا۔ یہ ہے صحابہ کا حال کہ انہوں نے خانہ اور ویرانہ میں خدائی بڑائی کے نعرے لگائے اور زمین کے چپے چپے کو اس کی بزرگی اور عظمت سے روشناس کرا دیا۔

اس عشرہ کے اعمال صالحہ سے قربانی ایک بے نظیر و بے مثال عمل ہے جو دوسرے ایام میں ہرگز نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا وقت کا تقاضا اور ضروری امر ہے۔

قربانی کی حیثیت اور عظمت اسلام میں بہت ہے اور یہ وہ عبادت ہے جو ہر امت میں مختلف صورتوں میں جاری رہی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا [2] یعنی ہم نے ہر امت کے لیے قربانی بنائی۔

اس کی ابتداء آدمؑ سے شروع ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں ہابیل اور قابیل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ [3]

یعنی جب قربانی دی ان دونوں نے پس ایک (ہابیل) کی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔

قربانی سے غرض گوشت خوری نہیں۔ اگر گوشت خوری مقصود ہوتا تو پہلی امتوں پر قربانی کا گوشت کھانا حرام نہ ہوتا اور اس کو آسمان سے آکر آگ نہ جلاتی۔ آگ کا آسمان سے آکر ان کی قربانیوں کو جلانا قرآن مجید میں صراحۃً مذکور ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

---

[1] سورۃ النور: ۳۷، [2] سورۃ الحج: ۳۴، [3] سورہ مائدہ: ۲۷،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ [۱]

یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد کیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں تاوقتیکہ وہ رسول قربانی دے اور اس کو آسمان سے آگ آکر نہ کھا جائے۔

معلوم ہوا کہ ان کی قربانیوں کو آگ آکر جلایا کرتی تھی اور وہ کھایا نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح ہابیل اور قابیل کے قصہ میں جامع البیان میں لکھا ہے:۔

فقرب ھابیل خیر غنمہ و قرب الاخر ابغض زرعہ فجاءت نار من السماء و اکلت الشاۃ و ترکت الزرع وکان ھذا علامۃ القبول والرد [۲]

یعنی ہابیل نے بہتر دنبہ یا بکری قربانی دی اور قابیل نے ردی جنس جو وغیرہ قربانی دیے۔ آسمان سے آگ آئی۔ ہابیل کی قربانی کو جلا گئی اور قابیل کے جو چھوڑ گئی اور یہ آگ کا آسمان سے آکر قربانی کو جلانا قربانی کے قبول و عدم قبول کی علامت تھی۔

پس معلوم ہوا کہ قربانی کی غرض گوشت خوری نہیں۔ نیز اگر گوشت خوری مقصود ہوتی تو اسماعیل کی قربانی کا حکم نہ ہوتا کیونکہ انسان کا گوشت ہر شریعت میں حرام رہا ہے۔ پس قربانی کی غرض گوشت خوری نہ ہو بلکہ کوئی اور امرِ عظیم اس کی غرض ہے۔

وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ دنیا کو ایک عجیب دلآویزی اور دلربائی بخشی ہے اور اس کو طرح طرح سے مزین کیا ہے اور گوناگوں نعمتوں سے بھر دیا ہے۔ اور ایسے باغ و بہار خوش دید اور ثمراتِ لذیذ سے سجایا ہے کہ انسان کا دل ان کی دید سے فرحت اور مسرت پاتا ہے اور ثمرات سے شاد کام ہو جاتا ہے ان کی لذت اور شیرینی کو کبھی فراموش نہیں کرتا اور ہمیشہ ان کا متمنی رہتا ہے اور ایسی خوب شکل آراستہ پیراستہ عورتیں پیدا کیں جن کی دید سے انسان حواس باختہ اور دل پر داختہ ہو جاتا ہے۔ اور خوب صورت

[۱] آلِ عمران [۲] جامع البیان ۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی غذا اور دلربا معشوق پیدا کیے جن کے وصال کی تمنا میں انسان اپنی ہستی فنا کر لیتا ہے۔ اور ایسے محبوب بیٹے بیٹیاں عطا کیں جن کی محبت میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے اور اپنی جان ہلاکت میں ڈال دیتا ہے یعقوب ع باوجود پیغمبر ہونے کے اپنے بیٹے یوسف کے فراق میں نابینے ہو گئے تھے۔ اور سونا چاندی کے خزانوں، طرح طرح کے حیوانوں، رنگارنگ کھیتی اور مکانوں سے زمین کو ایسا سجایا ہے کہ انسان ان کی محبت میں محو ہو کر رہ گیا ہے۔ کسی نے عالی شان اور خوبصورت عمارت دیکھ کر کیا خوب کہا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

یعنی اگر روئے زمین میں کوئی جنت الفردوس ہے تو وہ یہی ہے، یہی ہے، یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ [1]

یعنی لوگ دنیا کی محبت میں پھنسے پڑے ہیں۔ عورتوں، بیٹوں، سونا چاندی کے خزانوں، نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور دیگر چارپایوں اور کھیتی باڑی کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا [2]

یعنی ہم نے تمام چیزوں سے زمین کو مزین کیا تاکہ ہم آزمائش کریں کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پوری زیب و زینت سے آراستہ پیراستہ کیا اور دوسری طرف انسان میں اکل و شرب، سماع و رؤیت اور لباس کی طلب اور ضرورت پیدا کی جس سے انسان کا ماکولات، مشروبات، مسموعات، ملبوسات اور مرئیات کی طرف رغبت کرنا اور ان کا دلدادہ اور خواہش مند ہونا لازمی امر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساری دنیا شب و روز اس کی طلب اور محبت میں سرگرداں اور حیران و پریشان اور مست و

[1] آل عمران [2] الکہف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجنوں ہو رہی ہے اور اس کی تحصیل کے لیے بڑے بڑے عظیم مصائب و آلام برداشت کر رہی ہے۔

دوسری طرف انسان کا اپنے اور ساری کائنات کے موجد اور خالق و مالک سے محبت کرنا اور اس کی جستجو میں مستغرق ہونا بھی انسان کا فطری امر ہے۔

ایسا خوش قسمت کون ہے جو اس میں کامیابی حاصل کرے اور اس عالم دیدہ کو چھوڑ کر اور اس کی لذات کو پس پشت ڈال کر عالم شنیدہ (آخرت) اور ذاتِ غائب غیر دیدہ پر قطعی یقینی ایمان لائے اور اس پر فدا اور فریفتہ ہو کر اس کی جستجو کرے اور اس کی رضا کے لیے مرغوبات اور لذات کو فدا کر دے۔

ایسا کرنا بداہت کے خلاف ہے جیسا کہ مشہور ہے:

شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

یعنی شنیدہ دیدہ کے برابر نہیں ہو سکتا یعنی سنی سنائی چیز دیکھی چیز کے برابر نہیں ہوتی۔

لیس یہ مومن کا ہی مقام ہے کہ غائب خدا پر جو بظاہر شنیدہ اور غائب ہے اور اپنی صنعتوں اور قدرتوں سے دیدہ سے بھی ظاہر ہے، پختہ ایمان لا کر اس عالمِ دیدہ کو اس پر فدا کرتا ہے اور اس کی جستجو اور رضا حاصل کرنے میں ساری عمر اور پوری ہمت صرف کر کے اعتراف کرتا ہے۔

ما عبدنا حق عبادتك وما عرفناك حق معرفتك۔

یعنی ہم نے تیری کما حقہٗ عبادت نہیں کی اور نہ ہی ہم نے تجھے کما حقہٗ پہچانا ہے۔

اور ایثار و قربانی اور محبت و مودت اور شیدائیت و فدائیت کی وہ بے نظیر مثالیں پیش کیں کہ دنیا اس کا نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ حضرت اسماعیل ذبیح کی قربانی اس کا زندہ ثبوت ہے اور صحابہ کا زمانہ اور سیرت بیّن دلیل ہے۔

پس قربانی کی غرض شکم پرستی اور گوشت خوری نہ ہوئی بلکہ مومن کے تعلق باللہ، محبت و ایثار اور شیدائیت و فدائیت کا امتحان ہوا۔

پس اس میں بھی مومنین کے مختلف درجات ہیں جتنی کسی کی محبت اور دوستی زیادہ مضبوط ہو گی اتنا ہی اس کا امتحان اور قربانی سخت ہو گی۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیمؑ مقامِ خلّت و محبت میں سب سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھے ہوئے تھے۔ ان کا امتحان بھی سخت ہوا یعنی ہم سے اللہ تعالیٰ نے حیوان کی قربانی طلب کی اور سیدنا ابراہیمؑ سے لختِ جگر (بیٹے) کی قربانی مانگی کیونکہ ان کی خدا دوستی اور محبت کے مقابلہ میں دنیا اور اس کی کوئی چیز حقیقت نہ رکھتی تھی۔ قرآن پاک نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ [1]

ابراہیمؑ جب ہجرت کر کے شام پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے ایک صالح فرزند عنایت فرما اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم الطبع لڑکے کی بشارت دی تھی جو پوری ہوئی اور جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ان کے ہمراہ کاروبار میں مدد کے لیے آنے جانے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ: برخوردار میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامرالٰہی) ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے اباجان! امرِ الٰہی بجا لانے میں مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو جو امر ہوا ہے بلا تامّل پورا کر دیجیے انشاء اللہ آپ مجھ کو صابرین سے پائیں گے۔ جب دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ذبح کر دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو خوب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں یعنی ان کی صدق دلی نیک نیتی اور اخلاص دیکھ کر ان کو نقصان سے بچا لیتے ہیں جیسے یہاں اسماعیل کی جان بھی بچا دی اور امتحان بھی لے لیا اور ان کی بجائے قربانی کیلئے دنبہ بھیج دیا۔

باپ بیٹے کا یہ کٹھن امتحان اور بہت مشکل گھڑی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حل ہو گئی اور یہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا ہی مقامِ محبت اور درجۂ خلت تھا کہ وہ اس سخت ترین آزمائش میں بھی کامیاب ہو گئے اور قربانی

[1] سورۃ الصافات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی غرض کو کامل طور پر پورا کر دکھایا اور محبت اور خدا دوستی کا بے مثال ثبوت دیا۔

اس قربانی میں جس قدر اخلاص، جذبہ محبت اور صدق دلی ہے کسی اور قربانی میں ممکن نہیں۔ کیوں کہ اس میں کسی قسم کا ذاتی فائدہ نہیں بلکہ بیٹے کو ذبح کرنا ہزاروں دنیاوی فوائد سے محرومی اور کروڑوں مسرتوں اور خوشیوں کے فنا کا باعث ہے۔ ہمیں بھی اسی جذبہ و ولولہ اور محبت و اخلاص سے قربانی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ فرمایا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اس نے ان جانوروں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ تم ان کو اللہ کی راہ میں قربانی کر کے اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں قربانی کی توفیق دی اور (اے میرے حبیبؐ) اخلاص سے قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قربانیوں کی کوئی چیز ہمیں نہیں پہنچتی صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ تقویٰ کا معنی ہے خدا کی ناراضگی سے بچنا اور دور رہنا۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی دو چیزوں سے ہوتی ہے:

- خدا کا امر ترک کرنے سے جیسے ابلیس علیہ اللعنۃ نے خدا کا امر ترک کیا تو خدا ناراض ہو گیا۔
- نہی میں یعنی منہیات میں واقع ہونے سے جیسے آدم نہی میں واقع ہوئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے

اس آیت میں تقویٰ سے مراد امر بجا لانا اور اخلاص و محبت سے تابعداری کرنا ہے۔ قربانی سے غرض اللہ تعالیٰ کا ہماری محبت اور تابعداری کی آزمائش کرنا ہے نہ گوشت اور خون۔ سو جس کی اللہ تعالیٰ سے سچی دوستی اور پوری محبت ہوگی وہ خدا کا پورا تابعدار ہوگا۔ قربانی بھی کرے گا اور دیگر جملہ امور بھی بجا لائیگا۔

قربانی کا ایک اور فلسفہ

جس قوم میں جانی مالی قربانی کا جذبہ اور مادہ نہ ہو وہ فاتح دنیا اور راہنما نے وقت نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قربانی کی عادت ڈالی۔ فرصت کی کمی مانع ہے ورنہ زیادہ مفصل لکھتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب قربانی کے بارہ میں کچھ ارشادات نبوی بھی عرض کرتا ہوں۔

① عن ابن عمر قال: اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عشر سنین یضحی رواہ الترمذی

ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزارے ہیں اور ہر سال قربانی کرتے رہے[1]

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

یضحی ای کل سنۃ فمواظبتہ دلیل الوجوب

یعنی آپ ہر سال قربانی کرتے رہے پس آپ کا ہمیشہ قربانی کرنا وجوب[2] کی دلیل ہے۔

دو[2] ضعیف حدیثیں بھی اس بارہ میں آئی ہیں جو مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہیں۔ وجوب اور سنیت کی بحث کو ہم کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں فضیلت قربانی کے فریقین قائل ہیں۔

② عن انس قال ضحّٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہٖ وسمّٰی وکبر قال رایتہ واضعا قدمہ علی صفاحھما ویقول بسم اللہ واللہ اکبر[2]

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبے چت کبرے، سینگوں والے قربانی کیے۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا درآنحالیکہ آپ ان کے پہلوؤں پر قدم رکھے ہوئے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بہت عمدہ اعلیٰ ہونا چاہیے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔

③ عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ عشر بدنۃ مع رجل الحدیث (مسلم)

[1] ترمذی [2] کسی امر پر ہمیشگی اس کے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول ۱۲ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ساتھ ۱۶ اونٹ قربانی کے لیے بھیجے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی کئی قربانیاں کر سکتا ہے اور قربانی کا مکے بھیجنا بھی ثابت ہوا۔

۴ اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ نے (حجۃ الوداع کے موقعہ پر) یکصد اونٹ قربانی کیے جس کی تفصیل یوں ہے:

ثم انصرف الی المنحر فنحر ثلثا وستین بدنة بیدہ ثم اعطی علیا فنحر ما غبر واشرکه فی هدیه ثم امر من کل بدنة ببضعة فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمها وشربا من مرقها الحدیث

یعنی حجۃ الوداع میں آپ قربانی گاہ میں تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ مبارک سے ۶۳ اونٹ نحر کیے۔ سولہ باقی ماندہ حضرت علی کو دیے۔ انہوں نے ذبح کیے اور آپ نے علی کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا اور ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکایا۔ پھر آپ اور علی نے کھایا اور شوربا پیا۔

اس حدیث سے کثیر تعداد میں قربانیاں دینا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ ہر قربانی سے گوشت تھوڑا تھوڑا کھانا مستحب ہے۔

۵ عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا رسول اللہ ما هذہ الاضاحی؟ قال سنة ابیکم ابراهیم علیه السلام قالوا: فمالنا فیها یا رسول قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف یا رسول اللہ؟ قال بکل شعرة من الصوف حسنة رواہ احمد وابن ماجہ

زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں اس میں کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ پھر کیا دنبہ اونٹ کے بالوں کے عوض بھی ایک نیکی ملے گی؟ فرمایا، ہاں! ان کے ہر بال کے بدلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نیکی ملے گی۔

۵ عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم وانه لیاتی یوم القیامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا رواه الترمذی وابن ماجة

حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے دن انسان جتنے بھی نیک اعمال کرتا ہے ان سب سے اللہ کو خون کا بہانا یعنی قربانی کرنا زیادہ محبوب ہے اور قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی اور اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے۔ پس تم اس سے دلوں کو خوش کرو یعنی بڑے ثواب کی امید رکھو۔

قربانی کے شرائط

① عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تذبحوا الا مسنة الا یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان رواه مسلم

یعنی نہ قربانی کرو مگر دو دانت والا۔ بکری کے دانت جب گرتے ہیں تو سب سے پہلے دو اگلے دانت اگتے ہیں یعنی مسنہ وہ حیوان ہے جس کے کم از کم دو دانت نکل آئے ہوں۔ ہاں اگر دو دانتا جانور نہ ملے تو بھیڑ کا بچہ یا دنبہ کھیرا کرلو۔ ایسا کھیرا جو ابھی دو دانتا نہ ہوا ہو اور جس کی عمر سال کی ہو یا کم از کم نو دس ماہ کا ہو۔ ۱

② عن علی قال: امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء رواه

۱ مسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الترمذی وابوداؤد والنسائی والدارمی وابن ماجۃ الی قولہ والاذن

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حیوان کی آنکھ کان وغیرہ دیکھ لیا کریں اور یہ کہ ہم نہ قربانی کریں اس جانور کی جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہو یا چیرا ہو یا اس میں گول سوراخ ہو۔

(۴) عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعاً العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی رواہ مالک واحمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی

براء بن عازب، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کونسا جانور قربانی کے لائق نہیں آپ نے فرمایا لنگڑا ــــ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو یعنی چل نہ سکے اور دوسرا کانا ــــ جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ تیسرا بیمار ــــ جس کی بیماری ظاہر ہو۔ چوتھا دبلا ــــ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

اس قسم کے عیب دار جانور قربانی کرنا جائز نہیں۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن جانور قربانی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اعضب سے مراد نصف یا نصف سے زیادہ کان کٹا یا سینگ ٹوٹا مراد ہے۔[۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور کا آدھے سے کم سینگ ٹوٹا ہو یا کان کٹا ہو تو پھر گنجائش ہے لیکن یہ حکم کٹے ہوئے کان کا ہے۔ اگر کان چیرا ہو یا سوراخ ہو پھر خواہ کان کے کسی حصے میں بھی ہو۔ ایسا جانور قربانی کر شبہ سے خالی نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ بالکل صحیح سالم ہو تاکہ قربانی ایسا بہترین عمل شبہ و شک سے بالا رہے۔ خصّی ہ یا دم کٹا یا دانت ٹوٹا یا پیٹھ ایک طرف جھکی ہو تو حرج نہیں

نوٹ:۔ سینگ کی ٹوپی اتر جائے تو جائز نہیں کیونکہ ٹوپی سارے سینگ پر ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ ٹوٹے کے حکم

[۱] منتقی مع نیل الاوطار ج ۵: ۲۴۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں ہوگا۔

تتمہ: اب میں بطور تتمہ قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لیے ایک ضروری ہدایت اور قربانی کے گوشت کے متعلق امت محمدیہ کے لیے خصوصی رعایت کا ذکر کرتا ہوں۔

عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل العشر و اراد بعضکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ و بشرہ شیئا و فی روایة فلا یاخذن شعرا ولا یقلمن ظفرا

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہو اور تم میں جو کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قربانی ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال نہ بنوائے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن ترشوائے [1]

قربانی کی غرض گوشت خوری نہ تھی اور نہ وہ اس کے لیے ایجاد ہوئی تھی۔ لیکن ارحم الراحمین نے امت مرحومہ کو جہاں اور بہت سے انعامات سے نوازا ہے وہاں گوشتِ قربانی بھی حلال کر دیا ہے۔ قرآن میں ہے۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ [2]

یعنی تم خود بھی قربانی کا گوشت کھاؤ اور سوال نہ کرنے والے اور سوالی دونوں کو کھلاؤ۔

و اخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و علی اٰله و اصحابه و ازواجه و اتباعه و اهل بیته اجمعین

تصحیح

ماہنامہ "محدث" جلد ا، عدد ا میں صدقۃ الفطر ـــــ کے مضمون کی تخریج نمبر ۲ (ص ۲۳) کے آخر میں لفظ "مسلم" زیادہ لکھا گیا ہے۔ قارئین اسے سہو کتابت سمجھیں اور تصحیح فرما لیں۔ (ادارہ)

---

[1] مسلم [2] سورۃ الحج: ۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ